واعظ الجمعہ

فلسفۂ قربانی
اور
ہمارا معاشرہ

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

واعظ الجمعہ

فلسفۂ قربانی اور ہمارا مُعاشرہ

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

فلسفۂ قربانی اور ہمارا مُعاشرہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

قربانی کی تعریف

برادرانِ اسلام! ایامِ نحر (قربانی کے دنوں) میں قُربِ الٰہی کے حصول کی نیّت سے، جو جانور ذبح کیا جاتا ہے، اصطلاحِ شریعت میں اُسے قربانی کہتے ہیں[1]۔ صدر الشریعہ علّامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "مخصوص جانور کو، مخصوص دن میں، بہ نیّتِ تقرُّب ذَبح کرنا قربانی ہے۔ کبھی اس جانور کو بھی اُضحِیہ اور قربانی کہتے ہیں

---

(١) انظر: "التعريفات" باب الألف، ر: ١٦٠- الأُضحِية، صـ٣١ ملخّصاً.

جو ذَبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے، جو اس اُمّتِ (محمدیّہ) کے لیے باقی رکھی گئی"[1]۔

قربانی کی مشروعیت

عزیزانِ محترم! ہر صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے، اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربانی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾[2] "توتم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو!"۔

قربانی ایک ایسی عبادت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی جان کے فدیہ میں ذَبیحہ دے کر، لوگوں کے لیے اسے مقرّر فرمایا، ارشادِ ربّانی ہے: ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾[3] "ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس (اسماعیل علیہ السلام) کے فِدیہ میں دے کر اُسے بچا لیا"۔

قربانی کرنے کا اجر وثواب

حضراتِ گرامی قدر! قربانی اسلامی شِعار اور نعمتِ الٰہی ہے، تقویٰ وپرہیزگاری اور رِضائے الٰہی کی خاطر، دی جانے والی قربانی کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا

---

(۱) "بہارِ شریعت" قربانی کا بیان، حصّہ پانزدہم ۱۵، ۳/۳۲۷۔

(۲) پ ۳۰، الکوثر: ۲.

(۳) پ ۲۳، الصافّات: ۱۰۷.

ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾[1] "اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے"۔ "یعنی قربانی کرنے والے صرف نیّت کے اِخلاص اور شُروطِ تقویٰ کی رعایت سے، اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں"[2]۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنا نہایت ہی پسندیدہ اَمر ہے، عید الاضحیٰ کے ایّام میں خالقِ کائنات عزّوجلّ کو قربانی سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ، أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّه لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلافِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنْ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً»[3] "قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، مسلمان کا کوئی عمل خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ نہیں! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں

---

(١) پ١٧، الحج: ٣٧.

(٢) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" پ١٧، الحج، زیرِ آیت: ٣٧، صـ٦٢٥۔

(٣) "سنن الترمذي" باب ما جاء في فضل الأُضحِية، ر: ١٤٩٣، صـ٣٦٣.

سمیت آئے گا، اور یقیناً اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے، اللہ تعالیٰ کے ہاں مقامِ قبولیّت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو!"۔

قربانی کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عظیم دن ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَعْظَمَ الأَيَّامِ عِنْدَ اللهِ، يَوْمُ النَّحْرِ»[1] "یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے عظیم دن، قربانی (۱۰ ذی الحجہ) کا دن ہے"۔

میرے محترم بھائیو! اَجر و ثواب کی نیّت سے قربانی کرنا، آتشِ جہنم سے حجاب (رکاوَٹ) کا باعث ہے، حضرت سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ ضَحَّى طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، مُحْتَسِباً لِأُضْحِيَّتِهِ، كَانَتْ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ»[2] "جس نے خوش دلی کے ساتھ، طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی، اس کے لیے وہ قربانی آتشِ جہنم سے حجاب (رکاوَٹ) ہو جائے گی"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب المناسك [باب] ر: ۱۷٦٥، صـ۲٥۹.

(۲) "المعجم الكبير" باب الحاء، ر: ۲۷۳٦، ۳/ ۸٤.

حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَا أُنْفِقَتِ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ، مِنْ نَحِيرٍ يُنْحَرُ فِي يَوْمِ عِيدٍ»[1] "جو مال عید کے دن قربانی میں خرچ کیا گیا، اس سے زیادہ کوئی مال پیارا نہیں!"۔

قربانی واجب ہونے کی شرائط

حضراتِ محترم! قربانی واجب ہونے کی کیا شرائط ہیں؟ اس بارے میں حضور صدر الشریعہ علّامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ "(۱) اسلام، یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔ (۲) اِقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں۔ (۳) تونگری یعنی مالکِ نصاب ہونا۔ یہاں مالداری سے مراد وہی (نصاب) ہے جس سے صدقۂ فطر[2] واجب ہوتا ہے، وہ مراد نہیں جس سے زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ (۴) حُرّیت یعنی آزاد ہونا، جو آزاد نہ ہو اُس پر قربانی واجب نہیں؛ کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں، لہٰذا عبادتِ مالیہ اُس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس (قربانی) کے لیے شرط

---

(۱) "المعجم الكبير" طاوس عن ابن عبّاس، ر: ۱۰۸۹٤، ۱۱/ ۱۵.

(۲) صدقۂ فطر یا قربانی واجب ہونے کے لیے، مسلمان آزاد مرد وعورت کا عید الفطر یا قربانی کے ایّام میں، ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی، یا چاندی کی مالیت کے برابر رقم (حالیہ حساب سے تقریباً 80,900 روپے پاکستانی) کا مالک ہونا ضروری ہے۔ جس کے پاس ان ایّام میں (ضروریاتِ زندگی سے) زائد اتنی رقم ہو اس پر قربانی واجب ہے، اس میں سال گزرنا شرط نہیں۔

نہیں، عورتوں پر (بھی) واجب ہوتی ہے جس طرح مَردوں پر واجب ہوتی ہے"[1]۔

قربانی کا وقت

حضراتِ گرامی قدر! قربانی کا وقت تین ۳ دن، یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہ ۱۲ ذی الحجہ کا سورج ڈوبنے تک ہے۔ قربانی کے وقت کے بارے میں حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: «الأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الأَضْحَى»[2] "قربانی بقر عید کے بعد دو ۲ دن تک ہے"۔ حضرت سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، کہ مجھے حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے مثل روایت پہنچی ہے[3]۔ "یہ حدیث حضرت امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد کی قوی دلیل ہے، کہ قربانی (دس ۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے) ۱۲ ویں کے سورج ڈوبنے تک ہے"[4]۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" قربانی کا بیان، حصّہ پانزدہم ۱۵، ۳/۳۳۲۔

(٢) "موطّأ الإمام مالك" كتاب الضحايا، ر: ١٠٥٢، صـ٢٧٦.

(٣) المرجع نفسه، تحت ر: ١٠٥٢.

(۴) "مرآۃ المناجیح" قربانی کا باب، تیسری فصل، زیرِ حدیث: ۱۴۷۳، ۲/۳۷۶۔

قربانی کے جانور سے متعلّق حکمِ شرعی

عزیزانِ مَن! جس شخص پر قربانی واجب ہو، اسے چاہیے کہ جانور اچھا اور بے عیب خریدے، حضور نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِيْنَ فِي الْأَضَاحِي: (١) الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، (٢) وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، (٣) وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، (٤) وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي»[1] "چار ۴ قسم کے جانوروں کی قربانی درست نہیں: (۱) وہ کانا جانور جس کا کانا پَن صاف معلوم ہو، (۲) ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو، (۳) ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پَن صاف معلوم ہو، (۴) ایسا کمزور وناتواں جانور جس کی ہڈیوں میں گُودا نہ رہا ہو"۔

قربانی سے متعلّق چند شرعی مسائل

برادرانِ اسلام! حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ قربانی کے چند اہم مسائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(۱) قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائطِ وُجوب پائے گئے، قربانی واجب ہوگئی۔

(۲) مالکِ نصاب نے قربانی کے لیے بکری خریدی تھی وہ گم ہوگئی، اور اس شخص کا مال نصاب سے کم ہوگیا، اب قربانی کا دن آیا تو اس پر یہ ضرور (لازم) نہیں کہ

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الضحايا، ر: ٤٣٧٧، الجزء ٧، صـ٢٢٨.

دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ اور اگر وہ بکری قربانی ہی کے دنوں میں مل گئی، اور یہ شخص اب بھی مالکِ نصاب نہیں ہے، تو اُس پر اس بکری کی قربانی واجب نہیں۔

(۳) عورت کا مَہر شوہر کے ذمّہ باقی ہے، اور شوہر مالدار ہے، تو اس مَہر کی وجہ سے عورت کو مالکِ نصاب نہیں مانا جائے گا، اگرچہ مَہر معجّل ہو، اور اگر عورت کے پاس اس کے سوا بقدرِ نصاب مال نہیں ہے، تو عورت پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔

(۴) بالغ لڑکوں یا بی بی (زَوجہ) کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے، تو اُن سے اجازت حاصل کرے، بغیر اُن کے کہے اگر کردی تو اُن کی طرف سے واجب ادا نہ ہوا۔ اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں ہے مگر کر دینا بہتر ہے۔

(۵) یہ ضرور (لازم) نہیں کہ دسویں ۱۰ ہی کو قربانی کر ڈالے، اس کے لیے گنجائش ہے کہ پورے وقت (۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے تک) میں جب چاہے کرے، لہٰذا اگر ابتدائے وقت میں اس کا اہل نہ تھا، وُجوب کے شرائط نہیں پائے جاتے تھے، اور آخر وقت میں اہل ہو گیا، یعنی وُجوب کے شرائط پائے گئے تو اس پر واجب ہو گئی، اور اگر ابتدائے وقت میں واجب تھی اور ابھی کی نہیں، اور آخر وقت میں شرائط جاتے رہے، تو واجب نہ رہی۔

(۶) ایک شخص فقیر تھا مگر اس نے قربانی کر ڈالی، اس کے بعد ابھی وقت قربانی کا باقی تھا کہ غنی ہو گیا، تو اُس کو پھر قربانی کرنی چاہیے؛ کہ پہلے جو کی تھی وہ واجب نہ تھی، اور اب واجب ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ وہ پہلی قربانی کافی ہے۔

(۷) اگر باوُجود مالکِ نصاب ہونے کے اُس نے قربانی نہ کی، اور وقت ختم ہونے کے بعد فقیر ہوگیا، تو اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے، یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگی۔

(۸) اور اگر مالکِ نصاب بغیر قربانی کیے ہوئے انہیں دنوں میں مرگیا، تو اس کی قربانی ساقط ہوگئی۔

(۹) قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے، کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی، مثلاً بجائے قربانی اُس نے بکری یا اس کی قیمت صدقہ کردی، یہ ناکافی ہے۔

(۱۰) دسویں ۱۰ کے بعد کی دونوں راتیں ایّامِ نحر میں داخل ہیں، ان میں بھی قربانی ہوسکتی ہے، مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(۱۱) اگر شہر میں متعدّد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو، تو پہلی جگہ نماز ہوچکنے کے بعد قربانی جائز ہے، یعنی یہ ضرور نہیں کہ عید گاہ میں نماز ہو جائے جبھی قربانی کی جائے، بلکہ کسی (بھی) مسجد میں ہوگئی اور عید گاہ میں نہ ہوئی، جب بھی ہوسکتی ہے۔

(۱۲) منیٰ میں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جو قربانی کرنا چاہے، طلوعِ فجر کے بعد سے کرسکتا ہے۔

(۱۳) قربانی کے دن گزر گئے اور اُس نے قربانی نہیں کی، اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا، یہاں تک کہ دوسری بقر عید آگئی، اب یہ چاہتا ہے کہ سالِ

گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرلے، یہ نہیں ہوسکتا، بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے"[1]۔

قربانی کا بنیادی فلسفہ اور مُعاشرتی طرزِ عمل

عزیزانِ محترم! عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی پیش کرنے میں بنیادی فلسفہ یہ ہے، کہ اگر راہِ خدا میں اپنی عزیز ترین چیز بھی نچھاور کرنی پڑے، تو اس سے دریغ نہ کیا جائے! اگر قربانی کے فریضہ سے اس فلسفے کو نکال دیا جائے، تو پھر اس کا مفہوم بے معنیٰ سا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قربانی کرتے وقت یہ بات ہمارے پیشِ نظر رہنی چاہیے، کہ حضرت سیّدنا ابراہیم، جس وقت اپنے بیٹے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہما السلام کو قربان کرنے کے لیے پیش کر رہے تھے، اس وقت ان کا مقصود ومطلوب شہرت یا نمود ونمائش ہرگز نہیں تھا، بلکہ انہوں نے خالصۃً رضائے الٰہی کے لیے اپنے جگر گوشہ کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لیے پیش کیا، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ قربانی، رہتی دنیا تک کے لیے ایک رَوشن مثال، اور مسلمانوں کے لیے اِطاعت واِیثار کا ایک حسین نمونہ ہے!۔

میرے محترم بھائیو! ہونا تو یہ چاہیے کہ سُنّتِ ابراہیمی کو پورا کرنے کی غرض سے، ذبح کیے جانے والے جانور کے ساتھ ساتھ، شہرت ورِیاکاری جیسی دنیاوی خواہشات، اور اَنا کو بھی قربان کر دیا جائے، اور خالصۃً رِضائے الٰہی اور تقوی وپرہیزگاری کے حصول کے لیے قربانی پیش کی جائے؛ کیونکہ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ

---

(۱) "بہارِ شریعت" قربانی کا بیان، حصّہ پانزدہم ۱۵، ۳/۳۳۳-۳۳۹، ملتقطاً۔

عقیدہ ہے، کہ رب تعالیٰ کو ہمارے جانوروں کے گوشت اور خون کی حاجت نہیں، بلکہ وہ ہمارا جذبۂ قربانی، اِیثار اور تقویٰ کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

جانور کی قربانی تو محض ایک علامت ہے، اصل قربانی تو یہ ہے، کہ اَحکامِ شریعت کی تعمیل میں اپنی نفسانی خواہشات کو قربان کیا جائے، اپنی سہولت وضروریات کو نظر انداز کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کی جائے، اپنی ذات کو تقویٰ، خُلوص اور اِیثار کا پیکر بنایا جائے!۔

عزیزانِ محترم! ہمارے مُعاشرے میں عموماً دیکھا گیا ہے، کہ صاحبِ حیثیت لوگ قربانی کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، اعلیٰ سے اعلیٰ نسل کا جانور خرید کر، اس نیک کام میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی، ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمل اگر رِضائے الٰہی کے پیشِ نظر ہے تو بہت اچھی بات ہے، لیکن اگر اس سے مقصود شہرت یا دِکھلاوا ہے، تو سب دَھن دَولت اور تگ ودَو رائیگاں ہے!!۔

اسی طرح بعض لوگ راہِ خدا میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے لیے تو ہر دَم تیار ہوتے ہیں، لیکن اپنی اَنا کو قربان کر کے اپنے ناراض بھائی بہنوں کو راضی کرنے، اور اُن سے صلح کے لیے آمادہ نہیں ہوتے! ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ اگر ہم اپنے اندر کے حیوان (یعنی نفس) کو قربان نہ کر سکے، تو پھر بظاہر یہ ایک جانور کی قربانی کس کام کی؟! لہٰذا سب سے پہلے ہمیں اپنے نفس کو مارنا ہوگا، اپنی نفسانی خواہشات کو قربان کرنا ہوگا، یقین کیجیے کہ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے، تو پھر عید الاضحیٰ کے موقع پر پیش کی جانے والی یہ قربانیاں سونے پہ سہاگہ کی مثل ہوں گی! لہٰذا جس جس کی اپنے بھائی

بہنوں سے باہم ناراضگی ہے، وہ عیدِ قرباں کے مبارک ایّام میں آپس کی تمام رنجشیں، ناراضگیاں دُور کریں، اپنے دل کو کینہ، بُغض، عداوت، چغلخوری اور حسد جیسے ایمان سوز اور مہلِک گناہ سے پاک وصاف کرکے، ہمیشہ کے لیے باہم شِیر وشکر ہوجائیں، ایک دوسرے سے مصافحہ ومُعانقہ کریں، عید کی مبارکباد دے کر الله ورسول ﷺ کی رضا، اور اپنے گناہوں کی مُعافی حاصل کریں، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا لَقِيَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَأَخذَ بِيَدِهِ، تَحَاتَّتْ عَنْهُمَا ذُنُوبُهُمَا، كَمَا تَتَحَاتُّ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ فِي يَوْمِ رِيحٍ عَاصِفٍ، وَإِلَّا غُفِرَ لَهُمَا، وَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُهُمَا مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ»[1] "جب ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملتا ہے، اس سے مصافحہ کرتا ہے، تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں، جس طرح موسمِ خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں، اور ان دونوں کی بخشش کردی جاتی ہے، اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔

---

(١) "المعجم الكبير" باب السين، ر: ٦١٥٠، ٦/ ٢٥٦.

عیدِ قرباں کا مقصد و پیغام

میرے محترم دوستو، بھائیو اور بزرگو! اپنے گرد و پیش رہنے والے مسلمان بھائی بہنوں کا بھی خیال رکھیے! اپنے اندر خُلوص، اِیثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کریں؛ کہ عیدِ قرباں کا یہی مقصد و پیغام ہے۔ جس طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قیمتی چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کی، اور آزمائش میں پورے اُترے، اسی طرح ہم بھی اللہ تعالیٰ کے اَحکام پر عمل کرکے، اپنے رب کی رِضا و قُرب حاصل کرسکتے ہیں!۔

جس طرح حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے حکمِ الٰہی کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کیا، اسی طرح ہمیں چاہیے کہ اپنے بچوں کو بھی اَحکامِ الٰہی کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے رہیں، انہیں مُعاشرے میں بسنے والے دیگر اَفراد کے ساتھ حُسنِ سُلوک اور ہمدردی سے پیش آنے، ان کی ضروریات کا خیال رکھنے، ان کی خوشی غمی میں شریک ہونے، اور ان کی خاطر اپنی خواہشات کو قربان کرنے کا جذبہ بیدار کریں؛ کہ فلسفۂ قربانی میں یہ ایک اہم درس پنہاں ہے، اور یہی اس کا تقاضا بھی ہے!۔

دعا

اے اللہ! ہماری قربانیوں اور دیگر اَعمالِ صالحہ کو قبول فرما، ہمیں فلسفۂ قربانی کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرما، ہمیں شہرت و دِکھلاوے جیسی اَخلاقی برائیوں سے نَجات عطا فرما، تقویٰ، پرہیزگاری اور اِخلاص کی دَولت سے مالا مال فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک و صاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سُنّت کے مطابق اپنی

زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام کا وفادار بنائے رکھ، ہمیں سچا پکّا باعمل عاشقِ رسول بنا، ہماری صفوں میں اتّحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، اس میں سستی و کاہلی سے بچا، ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض وواجبات کی ادائیگی بحسن و خوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک و قوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتّحاد و اتّفاق اور محبت والفت کو مزید مضبوط فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بےکس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی و چھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کردے، ہماری حاجتیں پوری فرما!

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، کفّار کے ظلم وبربریت کے شکار ہمارے فلسطینی وکشمیری مسلمان بہن بھائیوں کو آزادی عطا فرما،

ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کواُن کے حق میں خیروبرکت کے ساتھ حل فرما!، آمین یا رب العالمین!

وصلّی الله تعالی علی خیر خلقِه ونورِ عرشِه، سیِّدنا ونبیّنا وحبیبنا وقرّة أعیُننا محمّدٍ، وعلی آله وصحبه أجمعین وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمین!.